ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر ارشد محمود (ملک)

استاد شعبہ اُردو یونیورسٹی آف سرگودھا لاہور

فریحہ ریحانہ

ایم فل سکالر شعبہ اردو یونیورسٹی آف لاہور (سرگودھا کیمپس)

سید ازور عباس

لیکچرار، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

اقتدار جاوید کی نظموں کا ثقافتی اور عصری تناظر

Dr. Arshad Mehmood (Malik)*
Department of Urdu University of Lahore.
Fariha Rehana
M.Phil Scholar Department of Urdu University of Lahore (Sargodha Campus).
Syed Azwar Abbas
Lecturer of Urdu ,Hazara university ,Mansehra.

***Corresponding Author:** arshad.mahmood@sgd.uol.edu.pk

Cultural and Contemporary Perspectives of Iqtadar Javed's Poem

Iqtadar Javed is one of the modern Urdu poets. Iqtadar has illustrated natural scenes in his poems in a very good way. His poems are a model of depiction of nature and dynamic sculpting. In his poems, social issues are included in a natural way. A special feature of Iqtar Javed's poems is that they are written somewhere in between. The present and non-existent. In terms of modern poetry, Iqtar Javed has emerged as an important poet. Iqtar Javed is deeply aware of contemporary requirements. Social inequalities are reflected in his poetry. Iqtar Javed has also given the spirit of nationalism a poetic form.

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

Key Words: *Iqtadar javed poems, figures, elements, perspective, civilization and culture, nature, beauty, unevenness, wind, symbol time.*

کسی بھی تخلیق کار کی تخلیق کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے اس کی سوانح، ثقافت اور سماج وہ تناظر ہو سکتے ہیں جو قاری کی درست سمت نمائی میں مدد گار ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً میر اجی کی شخصیت اور ادبی کارناموں کو سمجھنے کے لیے ان کے عہد کے سیاسی، سماجی اور ادبی تناظر کے ساتھ ساتھ میر اجی کے نفسیاتی مسائل، میر اسین سے معاشقہ اور دیگر عناصر کا مطالعہ ضروری ہے۔ اسی طرح یوسف ظفر، ن۔ م راشد، ضیاء جالندھری، مجید امجد، منیر نیازی اور وزیر آغا کی نظمیں بھی پس منظری مطالعے کا تقاضا کرتی ہیں۔ کہ وہ کون سے عناصر تھے جو ان کی تخلیقات کا سبب بنے۔ ایسی ہی صورت اقتدار جاوید کی ہے۔ ان کی نظموں میں ان کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات، روح عصر اور روحانی فیوض کے عناصر کا اثر ان کی شاعری پر نظر آتا ہے۔ گویا کسی بھی ادبی تخلیق کا مطالعہ "تناظر" کا مرہونِ منت ہے۔

تناظر کے متعلق بریگیڈیر (ر) ڈاکٹر عزیز احمد خان لکھتے ہیں:

> "اس کے دو بنیادی پہلو ہیں اوّل یہ کہ "تناظر" کا تعلق زبان سے ہے۔ دوم یہ کہ اس کا زیادہ زور استواری روابط اور داخلی بُنت پر ہے۔۔ تناظر کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کا تعلق ادبی اور غیر ادبی دونوں طرح کے متون سے ہے۔ کسی ادبی متن کی تشریح و توضیع کے لیے اس کا زمانہ تحریر اور اس کے سماجی، تاریخی، سیاسی اور ثقافتی عوامل کی کامل تفہیم موزون ترین تناظرات ہو سکتے ہیں۔ یعنی مصنف کی تحریروں کا علم اُس کی سوانح کے پس منظر میں "[1]

اقتدار جاوید ایک تہذیبی شخصیت ہیں۔ تہذیب میں ممد و معاون ثابت ہونے والی کسی بھی شے کو بے جان نہیں سمجھا جاتا ہے۔ ایک تخلیق کار کی حیثیت سے انہوں نے ہر چیز کو ذی روح تصور کیا ہے اور اس کے گرد جذبات کا ایک خوب صورت حسی دائرہ سابُن دیا ہے۔

اقتدار جاوید کے ہاں لفظیات بھی ثقافتی پس منظر کو پیش کرتی ہے۔ وہ غیر مانوس الفاظ و اصطلاحات استعمال نہیں کرتے بلکہ ان الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو گاؤں کی ثقافت و تہذیب کے روح رواں ہیں جیسے دھرتی، کیکر، پیڑ، اُپلے دہکتے توے، پینگ، فلک، ستارے، تہد اور پودے وغیرہ، ان کی نظموں میں پنجاب کی دیہاتی زندگی کا عکس نمایاں ہے۔ پنجاب کی تہذیبی اور دیہاتی زندگی کے واضح عکاس ہیں۔ سلیم آغا قزلباش اپنے مضمون میں اقتدار کی نظموں کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

"دھرتی اور تہذیب سے قوت کشید کرنا ایک طرح سے اس عقبی دیار سے ناتا جوڑنے کے مماثل ہیں۔ اور یہ عقبی دیار ہمارے اجتماعی لاشعور کا اٹوٹ انگ بھی ہے جس سے ان کی نظموں میں ماضی حال اور مستقبل کی تصویر کشی ہوئی ہے۔"(۲)

شاعری میں منظر نگاری اور تصویر کشی شاعری کا حسن بڑھاتی ہے۔ اسے شاعری میں نہایت اہم تصور کیا جاتا ہے۔ اقتدار جاوید نے بھی اپنی نظموں میں فطرت اور حقیقت کے رنگ بھر دیے ہیں۔ ان کی نظموں کو پڑھتے ہوئے منظر آنکھیں کے سامنے آجاتا ہے۔

اقتدار جاوید کی نظموں میں حسن اور حسنِ فطرت کا پر زور بیان ملتا ہے۔ ان کی شاعری میں حسن کو عشق سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ فطرت سے قدرتی لگاؤ ان کے لہجے اور انداز کو ایک نیا رنگ دیتا ہے۔ وہ جذبے، احساس اور منظر کو نہایت خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ جدید نظم گو شعراء میں مجید امجد، میراجی، وزیر آغا اور دیگر شعراء نے بھی فطرت نگاری میں خاصی دلچسپی لی لیکن اقتدار جاوید نے چاند، ستارے، سورج، آسمان، ندی، دریا، سمندر، پیڑ، جنگل، ہوا، صبح، شام، جیسی علامات، استعارات اور تشبیہات کے ذریعے مصوری کی۔

اقتدار جاوید منظر فطرت کی تصویر کشی میں لاجواب ہیں۔ ان کی نظر پورے منظر پر پڑتی ہے۔ وہ ایک شے کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ منظر نگاہوں میں پھرنے لگتا ہے۔ مظاہر فطرت کو جس انداز سے انہوں نے دیکھا اور جس ردِ عمل کے طور اپنے محسوسات کا اظہار کیا ہے وہ بھی لاجواب ہے مٹی کی خوشبو کا ذکر تو عام ہے لیکن پانی کی خوشبو کا ذکر فطرت نگاری میں خوبصورت رنگ پیدا کرتا ہے۔

اقتدار جاوید کے ہاں انسانی دکھ کی توجیہ اس کا فطرت سے الگ ہونا ہے۔ انسان نے ارتقاء کی بہت سی منازل طے کرلی ہیں۔ لیکن ترقی کرنے کے اندھے رجحان نے اس کی اپنی حیثیت سے دور کر دیا ہے۔

چنانچہ اقتدار جاوید نے اپنی نظموں میں اِن فطری مناظر کی تمثال کاری بہت عمدہ اندز میں کی ہے۔ فطری مناظر کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ ایسا کردار ابھرتا ہے جو سراپا زیر ہے اور فطرت سے دوری اختیار کر چکا ہے یعنی اس نے اس دنیا کی خوبصورتیاں نہیں دیکھیں۔ باغ، پھل، پھلدار درخت اور خوب صورت مناظر ہیں لیکن وہ اِن سب سے دوری اختیار کرتا چلا جارہا ہے۔

منظر کشی اور فطرت نگاری انسان کی سرشت میں ہے۔ جدید نظم نگاروں نے بھی اپنی نظموں میں فطرت نگاری کو بہ مطابق مزاج بیان کیا ہے۔ تصدیق حسین خالد کی نظم "شہتوت کے سایوں سے نیچے ہویا" راشد

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

کی نظم " دریچے کے قریب" عناصر فطرت کا خوب صورت اظہار ہے۔ میرا جی کی نظم " اجنتا کے غار" اور ضیاء جالندھری کی نظم " موجِ ریگ" بھی اسی حوالے سے متعلق ہیں۔ اسی طرح مجید امجد اور وزیر آغا کی نظمیں بھی مناظرِ فطرت اور دیہاتی منظر کشی کی واضح مثال ہیں۔ اسی تناظر میں اقتدار جاوید کی نظموں کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی نظمیں فطرت کی تجسیم اور متحرک پیکر تراشی کا نمونہ ہیں۔

اقتدار جاوید کی شاعری کے فکری عناصر میں متصوفانہ رنگ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی جو تصوف کے رنگ میں رنگا ہوا ہے بقول اقتدار جاوید

" زندگی کی ابتدائی دنوں کی یادوں میں بھی شعر اور حکمت کے علاوہ کوئی بات نہ سنی اور نہ یاد رکھی۔ ہمارے گھر حضرت علی کے دیوان سے لے کر اُردو کے شعراء کے دیوان موجود تھے۔ دیوان غالب کا فقیر فہاوالا نسخہ تو اب بھی میرے پاس محفوظ ہے وہیں سے اس دودھ کو جاگ لگی جو کبھی غزل کی اسیر بناتی تھی کبھی عربی جدید نظم کی طرف لے جاتی "(۳)

اقتدار جاوید کی شاعری میں "وحدت الوجود" کا مضمون بڑا اہم ہے۔ وہ کائنات کو ذات باری تعالیٰ کا عکس سمجھتے ہیں۔ ہر گل میں اسی کا حسن ہے الغرض زندگی کا حسن کائنات کا حسن اور انسان کا حسن، یہی حسن ازل کائنات کے ذرّے ذرّے میں موجود ہے۔

اقتدار جاوید نے تصوف کے مسائل کو دوسرے شاعروں کی طرح بیان نہیں کیا بلکہ انہوں نے انہیں مخصوص پیرایہ انداز میں ڈھال کر ایسا دلکش بنا دیا ہے کہ تصوف کے رنگ کے ساتھ ان میں اقتدار جاوید کی شاعری کا حسن اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ وہ خود بھی کائنات کے ذرّے کو دھڑکتا ہوا محسوس کرتے ہیں اور قاری کو دعوت فکر بھی دیتے ہیں۔

اقتدار جاوید کی نظموں میں نظریہ وحدت الوجود کی جھلکیاں جابجا ملتی ہیں۔ وہ وسیع ہیں۔ وسیع تر اور دائرہ در دائرہ پھیلی کائنات میں سبزہ زاروں، پیڑوں، پانیوں اور ہواؤں کے مناظر بھی ہیں اور حسن شناس بھی اس لیے وہ نہ صرف کیفیت و تاثر بلکہ تجربے کے انسلاکات میں جاری و ساری نغمگی اور موسیقی کو بھی موثر طور پر بیان کرتے ہیں۔

بقول ارشد نعیم:۔

" نظم میں اقتدار جاوید نے ابتدًا اپنی ذاتی کے ساتھ جڑی ہوئی زندگی کو موضوع بنایا ہے اور پھر نظم آہستہ آہستہ اپنا پھیلاؤ دائرہ در دائرہ آگے بڑھاتی ہے اور ہماری اجتماعی زندگی کو اپنے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11

اندر سمیٹ لیتی ہے۔ اسی طرح ان نظموں میں بننے والے چھوٹے چھوٹے تخلیقی دائرے ایک بڑے کینوس سے ہمکنار ہوتے ہیں اور ایک بڑی تخلیقی واردات کا حصہ بنتے ہیں۔ اور یوں ذرہ ذرہ اُڑتی ہوئی زندگی ایک بڑے ہیلوے کی صورت ہمارے تخلیقی شعور میں ابھرتی ہے۔ جس میں بہت سے رنگ، بہت سے احساسات باہم مل کر ایک وسیع منظر نامہ بناتے ہیں"(۴)

ہماری معاشرتی زندگی کا بڑا حصہ انسانوں کے باہمی تعلق میں افقی رویوں کا مظہر ہوتا ہے اور یہ روز مرہ کے افقی معاملات سے متعلق ہے۔ معاشرے میں انسانوں کے مخصوص تعلق اور برتاؤ کے مثبت اور منفی رویوں، پابندیوں یا آزاد نقطہ نظر، تخلیقی یا غیر تخلیقی قوتوں کا امتزاج سامنے آتا ہے۔ میریا نسلی کے نزدیک

"معاشرہ انسانوں کی مخصوص تعلق داری رہن سہن اور معاشرتی برتاؤ کے رویوں کا انتخاب ہے"(۵)

اقتدار جاوید نے کھیوڑہ کے لوگوں کی معاش اور معاشرت کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے ایک ایسی تہذیب کی عکاسی کی ہے جہاں کا انسان اسی کان کو اپنا مقدر سمجھ کر دن رات نمک نکالنے میں مصروف رہتا ہے اور بالآخر اسی نمک کو پھانکتے پھانکتے خالق حقیقی سے جاملتا ہے۔

کھیوڑہ کی تہذیب اور وہاں کے انسانوں کی مشکلات کو اقتدار جاوید نے نمایاں کرنے کی کوشش ان الفاظ میں کی ہے جس صورت حال کو انہوں نے کھیوڑہ کی سیر کے دوران دیکھا۔

دراصل وہ مزدور کے کرب اور اس کے کوائف سے ذاتی طور پر واقف ہیں اقتدار جاوید کہیں بھی بیٹھ کر نظم کہہ رہے ہوں ان کی نگاہ میں انسانیت اور اعلیٰ تہذیبی اقتدار سب سے محترم ہیں۔ ان کے لیے کان کن اور مزدور کی تکالیف بھی ان کی اپنی تکالیف ہیں جسے وہ مدت گزرنے کے بعد بھی فراموش نہیں کرسکے۔

رات کو ٹوٹنے والے ستارے تو ہر دیکھنے ولی آنکھ دیکھ لیتی ہے۔ لیکن کائنات میں ہمارے زمینی دن میں بھی ہزاروں نئے سیارے اور ستارے خلق ہوئے ہیں اور بہت سے عدم آباد ہوتے ہیں پر ہم دوپہر کی روشنی میں کائناتی عمل سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ یہ شاعر کے احساس کا کمال ہے کہ اس کی آنکھ پر وہ منظر بھی کھل جاتے ہیں جو عام آنکھ سے مخفی ہوتے ہیں۔ ایک جسم، ایک انسان عمر کے یہ سارے مراحل طے کرکے اپنے انجام یعنی موت تک پہنچتا ہے۔ اور موت کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ "بے جسم مخلوق" وہ روح ہے جس کی زمین تباہ ہو چکی ہے اور خلا میں قیام

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11

کرنے کی کوئی جا نہیں ہے۔ اور اس روح کے ساتھ اس کے گزرے ہوئے ماضی کی بداعمالیاں ہیں، زخم ہیں دکھ ہیں۔۔۔ اور پل کی پل یہ سب منظر نامہ لپیٹ دیا جاتا ہے اور بھری دوپہر میں کوئی اس پامال شدہ سیارے کو محسوس بھی نہیں کر پاتا۔

اقتدار جاوید عصری، تقاضوں کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں معاشرتی ناہمواریوں کی عکاسی کی گئی ہے۔ ہماری تہذیب اور معاشرہ جو بظاہر تاباں و درخشاں ہے دراصل ان کے اندروں میں ایک ظلمت کدہ آباد ہے۔ جہاں وحشت ہی وحشت اور جبر ہی جبر ہے۔ اقتدار جاوید اپنی شاعری میں انسانوں کی باہمی جنگ اور معاشرے میں امن کی بگڑی ہوئی صورت کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ جہاں انسان دوسرے انسانوں کو قتل کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے اور بجلی کی طرح تیزی سے دوسرے انسانوں کا وجود ختم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اقتدار، شان اور مرتبہ حاصل کرنے کے لیے کسی کا پہلا وار ہے اور کئی بہت سے وار کرتے کرتے کامل العیار بن چکے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے راہِ راست پر آ چکے ہیں۔

اقتدار جاوید کی نظموں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ احساس گہرے کرب کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ کہ تمدنی ترقی کے باعث انسان کا تعلق بھی زبردست شکست و ریخت سے دوچار ہے چنانچہ انہوں نے خاندانی روابط کی ٹوٹ پھوٹ کو اپنی نظموں میں بیان کیا ہے۔ اقتدار جاوید بھائیوں کے درمیان اتفاق اور پیار و محبت کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے کی تصویر کشی بھی بہت عمدہ اور واضح انداز میں کرتے ہیں۔

عہد جدید کے مسائل زمانے کی ناہمواریوں، معاشرتی عدم تحفظ، اولاد سے محبت اور والدین کے خدشات بھی ایسے موضوعات ہیں جن کا ذکر اقتدار جاوید کی نظموں میں موجود ہے۔ ان کی نظموں میں جو عدم اطمینانی اور برہمی نظر آتی ہے وہ بلاشبہ ماحول نے پیدا کی ہے۔

اقتدار جاوید نے اپنی نظموں میں "زردشت کی نسل میں ہماری تہذیب میں عورت کا ایسا کردار بھی پیش کیا ہے جن کی عمر اسی محنت اور مشکل میں گزر جاتی ہے۔

بھٹیارن ہمارے معاشرے کا ایک نہایت، غریب، بے بس اور معصوم کردار ہے جن کے دن اور رات حتی کہ پوری عمر اسی بھٹی کے گرد محبت کرتے گزر جاتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

اقتدار جاوید کی شاعری میں جہاں ایک طرف عہد جدید کے مسائل زمانے کی ناہمواری، طبقاتی کشمکش اور عہد حاضر کی صورت حال کی واضح عکاسی ہوتی ہے وہیں ان کی بہت سی نظمیں ان مسائل سے نجات حاصل کرنے کے لیے امید کا پہلو سمیٹے ہوئے ہیں۔

امیجری کا اردو ترجمہ تمثال نگاری یا محاکات نگاری ہے۔ شعر و ادب میں اسے لفظی پیکر تراشی کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایک سطح پر وہ ذہنی کیفیت ہے جو کسی جذباتی ہیجان کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ شاعری میں اس کا اظہار لفظوں کے ذریعے تصویر کشی کی شکل میں ہوتا ہے۔

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہیں:۔

"تمثال ترجمہ ہے انگریزی اصطلاح امیج کا اور امیج سے مراد کسی شے کی وہ تصویر ہے جو شاعر کے مہیا کیے ہوئے الفاظ کے ذریعے ہمارے چشم تصور کے سامنے آتی ہے۔ محبوس اشیاء کو قاری کی چشم خیال کے لیے روشن کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ شاعر کا کمال اس بات میں ہے کہ وہ مجردات و کیفیات کو بھی ایسا پیکر مہیا کر دیتا ہے کہ چشم خیال انہیں اس طرح دیکھتی ہے۔ جس طرح چہرے پر سجی ہوئی آنکھیں کسی شے کو دیکھتی ہیں۔"(۲)

اقتدار جاوید کی نظموں کا کمال یہ ہے کہ وہ ارفع خیال کے ساتھ خوب صورت تصویر کا لطف بھی دیتی ہیں۔ ان میں لسانی محاکات نگاروں کی تمام صورتیں بھی شریک ہیں۔ نفسیاتی مثالیں بھی ان کی نظموں کی زینت ہیں۔

جدید اُردو نظم میں ہوا کی علامت کو مختلف انداز میں استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ جدید شعراء نے ہوا کی داخلی خصوصیات کی بنا پر اسے علامتی اظہار کا ذریعہ بنایا۔ تصدیق حسین خالد نے بھی نظم "ہوا" کے عنوان سے ایک غم زدہ عورت کے روپ کو پیش کیا ہے۔ میراجی کی نظم "تنہائی" میں ہوا مثبت پہلو میں موجود ہے۔ منیر نیازی کی شاعری میں ہوا خوف کی علامت میں موجود ہے۔

اقتدار جاوید کی اکثر نظموں میں ہوا اور شجر کی علامات ساتھ ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔ شجر سے مراد انہوں نے انسانی ذات اور ہوا جبر کی علامت میں بیان کیے ہیں۔

اقتدار جاوید کی ایک نظم "مٹی کا بیٹا" ہے یہ ایک علامتی نظم رمزیہ اور طنزیہ اسلوب میں دنیا کی حقیقت اور تصویر کشی کرتی ہے۔ جس کے متعلق ناصر عباس نیر لکھتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11

"مٹی کا بیٹا" میں مٹی اور زرگر کی علامتوں کے ذریعے وجود کی اصل اور دنیا کے تعلق پر ایک طنزیہ، رمزیہ، نظر ڈالی گئی ہے۔ جس میں وجود کا اسرار اپنی سمتوں سے لاعلم دریا یعنی دل کی طرف رواں ہونے کی بجائے پیٹ میں مسکن بنا لیتا ہے۔ یہ وہ صورت حال ہے جس کا ادراک جدید شعر کو بار بار اصل کی طرف پلٹنے اور ایک نئے جنم کی تلاش کرنے کا محرک بناتا ہے"(۷)

اقتدار جاوید نے انسانی المیہ بیان کرنے کے لیے جنگل اس کے تلازمات اور اس میں پائے جانے والے جانوروں کو بطور علامت استعمال کیا ہے ان کی نظموں میں ان علامتوں کے ذریعہ طاقت ور کے ظلم اور کمزر کی بے بسی کی مکمل تصویریں ملتی ہیں۔ انہوں نے اپنی نظموں میں شیر کو طاقت ور ہرن کو بے بسی اور مظلوم کی علامتوں کے طور پر بیان کیا ہے۔ ان کے یہاں جنگل کی علامت میں صرف خوف اور پر اسراریت ہی نہیں بلکہ کثیر الجہتی پائی جاتی ہے۔

جنگل انسانی زندگی کا بنیادی استعارہ ہے کہ انسان کی زندگی کا آغاز وہیں سے ہوا۔ جنگل سے باہر نکلنا انسان کے لیے ایک نیا تجربہ تھا وہ اس نئے ماحول میں زرعی معاشرے کی تشکیل تک پوری طرح ڈھل چکا تھا یہی سے خاندان کی صورت گری ہوئی۔ اس کے بعد ذاتی ملکیت کا تصور اس کے ذہن میں آیا۔ چنانچہ جنگل انسان کی سرشت میں شامل ہے۔

اقتدار جاوید کی نظموں میں درخت ایک حوالہ ذات کے اندر ڈوب کر شناخت کر لینے کا بھی ہے۔ درخت ایک نباتاتی روح ہے جس میں پلنے بڑھنے اور تخلیق ثانی کی صلاحیت ہوتی ہے۔ درخت کی علامت کے ذریعے اقتدار جاوید نے انسانی ذاتی کیفیات، محرومیوں اور خواہشات کی تعبیر نہ ملنے کو پیش کیا ہے۔

وقت کا احساس ہماری زندگی پر محیط ہے اور یہ احساس جدید نظم نگاروں کی شاعری میں نمایاں ہے۔ اقبال کے ہاں وقت کے سلسلے میں ایک اعلیٰ فلسفیانہ نظام ملتا ہے۔ اقبال کے بعد مجید امجد، مختار صدیقی، راشد، ضیاء جالندھری اور وزیر آغا کی شاعری میں وقت کا احساس بہت نمایاں ہے۔ فطری طور پر وقت سے ہر شاعر کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح اقتدار جاوید کی شاعری میں وقت کے حوالے سے سوچ کا دائرہ بنتا نظر آتا ہے۔ جس کا موضوع وقت کے فلسفے اور اس کے طلسم کے بارے میں ہے۔ انسان کے اس کے ساتھ چلنے اور پیچھے رہ جانے کے بارے میں ہے نظم کی معنی خیزی میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اس کی وسعت میں بھی شاعر نے وقت سے بچھڑے ہونے کا اعلان تو کیا ہے لیکن اس کے تابع ہونے پر تیار نہیں ہے وہ خود چلنا اور گھڑی کو چلانا چاہتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

بقول اقتدار جاوید:-

"وقت ایک بہاؤ ہے جس کے دونوں کناروں پر کھڑے ہو کر صرف وقت کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کو ناپا نہیں جا سکتا۔ نظم مذکورہ میں ایک خدائی وقفہ ہے جس کو گرفت میں لینے کی سعی کی گئی ہے۔ کائنات کے طول وارض اور ضخامت کی پیائش کے بنیادی پیمانے کی گمشدگی کی کھوج کی حقیر سے کوشش ہے۔ وقت کی موجودگی انسان کے دم سے ہے۔ وقت نہ ہو تو انسان کا وجود نا ممکن ہے۔ اور وقت کی تفسیر انسان کے دم سے ہے۔"(۸)

مجموعی طور پر اقتدار جاوید کی نظم حقیقت کے قریب ہے۔ وہ نظم میں اپنے گردو پیش اور ارضی مظاہر کو اہمیت دیتے ہیں۔ ان کی نظم کا مزاج غیر رومانوی ہے۔ مقامی عناصر، اساطیری رنگ، انسان دوستی، فطرت پرستی، عورت اور تصور وقت ان کے اہم موضوعات ہیں۔

"اقتدار جاوید اپنی نظم میں جس نئے جنم یا نئے معانی کی تخلیق کرتے ہیں وہ وجود اور دنیا کے ایک نئے ربط کا تصور بھی پیدا کرتے ہیں۔ یہ نیا ربط اسی وقت ممکن ہے جب پرانے روابط کو تہ وبالا کیا جائے حقیقت یہ ہے کہ جدید نظم موجود دنیا اور اس کے تصورات کو اسی خاص انداز میں موقوف، کرتی ہے یعنی جدید نظم میں دنیا کا عکس ظاہر نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اصل دنیا کے تصور کے مقابل ظاہر ہوتی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ نظم میں دنیا کے سلسلے میں طنزیہ ورمزیہ اسلوب پیدا ہوتا ہے۔"(۹)

بقول ظفر اقبال

"اقتدار جاوید کی نظم کبھی اور کہیں ختم نہیں ہوتی، جہاں آپ اسے ختم یا مکمل کرتے ہیں، وہیں سے آپ پھر سے اسے شروع کر سکتے ہیں۔ اقتدار جاوید کی نظم تو چلتی رہتی ہے بات کی طرح بات کبھی ختم نہیں ہوتی، حتیٰ کہ جہاں آپ اسے واقعتاً ختم کر دیتے ہیں کوئی دوسرا اسے وہیں سے جاری کر دیتا ہے۔ اقتدار جاوید کی نظم کوئی لگا بندھا مطلب بیان نہیں کرتی یہ نظم ایک خوبصورت خاکہ ہے جس میں رنگ بھرنے کی خاطر قاری کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ خاکہ نگاری اور رنگ آمیزی دونوں ہی اپنی اپنی جگہ مشکل کام ہیں۔ اسی لیے شاعر اور قاری کو ایک دوسرے پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

نظم گوئی کوئی ون مین شو، نہیں ہوتا۔ اقتدار جاوید کی نظمیں ایک ہی زنجیر کی کڑیاں اور ایک ٹیکنی کلر دریا کی مختلف لہریں ہیں۔ رنگوں سے زیادہ ان کی زرخیزی پر توجہ دینی چاہیے یہ نظمیں ایک طرز حیات نہیں بلکہ ان میں خود زندگی پینٹ کر دی گئی ہے جبکہ ہر نظم ایک چیلنج۔۔۔۔ بلکہ ترغیب کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ زندگی کو اس طرح بھی گزار کر دیکھو اقتدار جاوید کی نظم داخل اور خارج کی میزان پر پوری تلتی نظم ہے۔ یہ نظم آپ بیتی ہی نہیں، ہڈ بیتی اور جگ بیتی بھی ہے۔ شاعر ان کا بھی کام کرتا ہے جو شاعر نہیں ہیں۔"(۱۰)

حوالہ جات

۱) ڈاکٹر عزیز احمد خان، "اردو ادب کے تناظرات مترجم اردو" ڈاکٹر عابد سیال، مشمولہ، دریافت ۱۴اگست ۲۰۰۷ء، ص ۳۷، ۳۸

۲) سلیم آغا قزلباش، "فلیپ" مشمولہ "میں سانس توڑتا ہوا" لاہور: العصر پبلی کیشنز، دسمبر ۲۰۱۰

۳) اقتدار جاوید، انٹرویو، مشمولہ ماہنامہ ندائے گل، لاہور مارچ ۲۰۱۹ء ص ا

۴) ارشد نعیم، "فلیپ" مشمولہ اقتدار جاوید "عین سر پہ ستارہ" کلاسک پبلشرز ۲۰۱۴

5) Manyarski, A and Turner, J.H (1992) The Social cage Human Nature and the Evolution of society, (Stanford University Press, Reswood City), P119

۶) ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۵ء، ص ۴۸

۷) ناصر عباس نیر، "فلیپ"، مشمولہ "اقتدار جاوید" ایک اور دنیا" لاہور: کلاسک پبلشرز ۲۰۱۴ء

۸) اقتدار جاوید سے راقمہ کا نٹرویو ۲۰ دسمبر ۲۰۲۰ء لاہور: کلاسک پبلشرز ۲۰۱۴ء

۹) ناصر عباس نیر، "فلپ"، مشمولہ "اقتدار جاوید" ایک اور دنیا" لاہور: کلاسک پبلشرز ۲۰۱۴ء

۱۰) ظفر اقبال، فلپ، مشمولہ، "میں سانس توڑتا ہوا" لاہور: کلاسک پبلشرز دسمبر ۲۰۱۴ء